سندھی لینگوئج بل کے تناظر میں اُردو سندھی تعلقات
ایک تاریخی محاکمہ

سمیرا اکبر
محمد ارشد اویسی

Abstract:

Urdu and Sindhi are linguistically unite and supportive languages. Both languages belong to the Indo-Aryan family of languages. Both languages were born and flourished in the same region, the Indian subcontinent. Sindhi Muslims also supported Urdu in the well-known linguistic conflict of the subcontinent (Urdu, Hindi conflict). Before the formation of Pakistan, there was no quarrel between Urdu and Sindhi. In the first constitution of the Pakistan, When Urdu was declared as the only national language The Sindhis felt that their mother tongue was being pushed aside for the sake of national language and this caused great grief and anger for the Sindhis. Sindhi writers, intellectuals, teachers and the people protested against this. The Sindhis began to feel that Sindhi, the ancient and developed or conquered language of the subcontinent, was being neglected in schools, colleges and official correspondence, thus increasing the hatred among the Sindhis against the Urdu-speaking class. “Sindhi Language Day” was also a series of demonstrations which were celebrated all over Sindh on 9th November1962 . 7th July 1972 is an important day in the history of Sindh because the law of teaching,

promotion and use of Sindhi language was passed in the Sindh Assembly on that day.

اردو، سندھی زبان ہمیشہ ایک دوسرے کی معاون زبانیں رہی ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں اتحاد اور لسانی یگانگت پائی جاتی ہے۔ اردو اور سندھی دو ایسی زبانیں ہیں جو زبانوں کے ایک ہی خاندان یعنی 'ہند آریائی خاندان' سے تعلق رکھتی ہیں۔ ماہرینِ لسانیات کے مطابق آریائوں کا جو قبیلہ یا گروہ سندھ میں آکر آباد ہوا، ان کی زبان تغیر و تبدل کا شکار ہوئی اور سندھی زبان وجود میں آئی۔ اور جو قبیلہ مدھیہ پردیش میں رہائش پذیر ہوا ان کے زبان سے اردو زبان نکلی۔(۱) ان نظریات میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ تاہم اردو اور سندھی کے درمیان ایک اہم رشتہ وطن کا رشتہ ہے۔ دونوں زبانوں نے ایک ہی وطن یعنی برصغیر پاک و ہند میں جنم لیا اور یہی پرورش پائی۔ اس لیے ان میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ اگر دونوں زبانوں کا وطن ایک نہ ہوتا تو اتحادِ ماخذ کے باوجود دونوں زبانیں اجنبی ہوتیں۔

اسی ہم آہنگی کی وجہ سے دونوں زبانوں کا صوتی نظام بڑی حد تک مشترک ہے۔ ان کے قواعد صرف و نحو میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں زبانوں کا ذخیرہ الفاظ اور معنوی خزانہ ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے، رسم الخط بھی تقریباً ایک جیسا ہے۔ دونوں زبانوں کی ادبی روایات میں یک رنگی پائی جاتی ہے۔ ان دونوں زبانوں کے ایک دوسرے کے قریب لانے میں دونوں زبانوں کے تہذیبی رشتوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ رشتہ مسلمانوں کی برصغیر میں آمد سے شروع ہوتا ہے۔ یہ رشتہ عربی اور فارسی زبان کے وساطت سے قائم ہوا۔ اس تہذیبی رشتے کی وساطت سے جو لسانی اثرات اردو، اور سندھی زبان پر پڑے اسے شرف الدین اصلاحی چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اوّل: عربی اثرات، دوّم: فارسی اثرات، سوّم: انگریزی اثرات، چہارم: اردو کے اثرات سندھی پر اور سندھی کے اثرات اردو پر۔ ان میں پہلے تین اثرات مشترک ہیں، جو اردو اور سندھی دونوں زبانوں نے قبول کیے۔ چوتھے اثرات کی نوعیت باہمی ہے۔ یعنی دونوں زبانوں نے ایک دوسرے کا اثر قبول کیا۔(۲)

سندھی، اردو کے باہمی روابط اور ایک دوسرے سے متاثر ہونے کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے۔ سندھی اور اردو ادیبوں، شاعروں اور مصنفوں میں بھی کافی یکجہتی اور ہم آہنگی ملتی ہے۔ سندھ اور سندھی زبان کے کئی شعرا نے اردو شاعری میں طبع آزمائی کی۔ جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ دکن اور شمالی ہند میں تقریباً ہر دور میں اردو کے سندھی شاعر موجود رہے ہیں۔ سندھ میں اردو زبان کا چلن بھی

عام رہا ہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل سندھ میں اردو زبان و ادب کا بہت چرچا رہا ہے۔ اور عوام کے دلوں میں بھی اردو کے لیے نرم گوشہ پایا جاتا تھا۔ اردو، سندھ میں مقبولِ عام زبان کے طور پر جانی جاتی تھی۔ بقول صفیہ نور چانڈیو:

> ”اردو زبان ۱۸۸۵ء سے پہلے یہاں اتنی مقبول اور مشہور ہو چکی تھی کہ اردو زبان بولنے والوں کو بڑا تعلیم یافتہ سمجھا جاتا تھا۔ ۱۸۸۵ء میں جب حسن علی بے آفندی نے سندھ مدرستہ الاسلام قائم کیا تو مدرسے میں سندھی، انگریزی، گجراتی کے علاوہ اردو کا شعبہ بھی قائم کیا۔ سندھ مدرستہ الاسلام کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے مجلّوں میں شعبہ اردو شامل ہوتا تھا اس روایت کو بعد میں ڈی جی کالج نے بھی برقرار رکھا۔“(۳)

اردو زبان کو سندھ میں نہ صرف پسند کیا گیا بلکہ اظہار خیال کا ذریعہ بھی بنایا گیا۔ ۱۸۹۳ء میں پروفیسر مرزا محمد جعفر نے یہاں 'دور بین' کے نام سے ایک اردو اخبار شائع کیا۔ سندھ خصوصاً کراچی میں اردو زبان کو عام کرنے میں 'توحید'، 'ترقی' اور 'کامیابی' جیسے سندھی رسائل نے اہم کردار ادا کیا۔ ماہنامہ 'توحید' کے سرورق پر اردو زبان کا یہ شعر درج ہوتا تھا:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

ماہنامہ 'توحید' یوں تو سندھی زبان کا مجلّہ تھا لیکن اس نے سندھ میں اردو شاعری کی ترویج و فروغ کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اسی طرح 'ترقی' بھی سندھی زبان میں شائع ہونے والا ماہنامہ تھا اس کے سر ورق پر بھی اردو زبان کا یہ شعر درج ہوتا تھا۔

منزل اوج ترقی گر تمہیں کرنی ہے طے
لو اُٹھو، باندھ ھو کمر، آمادہ، تیار ہو (۴)

۱۹۳۵ء میں انجمن ترقی اردو کے پاکستان کے زیرِ اہتمام متعدد ایسے مشاعرے منعقد ہوئے جو بیک وقت سندھی اور اردو زبان میں ہوتے تھے۔ مصرع طرح بھی مفہوم اور معنی کے لحاظ سے دونوں زبانوں میں ایک جیسا ہوتا تھا۔ سندھی مسلمان زمانہ قدیم سے اردو زبان و ادب کا مطالعہ کرتے آئے ہیں۔

بر صغیر کے معروف لسانی تنازع (اردو، ہندی تنازع) میں بھی سندھی مسلمانوں نے اردو کی حمایت کی۔ یعنی قیامِ پاکستان سے قبل اردو اور سندھی زبان میں کسی طرح کی کوئی مخاصمت یا جھگڑا نہ تھا۔

انگریزوں کے دورِ حکومت میں سندھی مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت ابتر تھی۔ اس دور میں بمبئی حکومت نے سندھ کی تعلیمی حالت کو بہتر کرنے پر غور و فکر کرنے کے لیے چھ ممبران کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ یہ وہ دن تھے جب پورے بر صغیر میں ہندی اردو تنازع عروج پر تھا۔ اور اردو کی تدریس مسلمانوں کو مطمئن کرنے کا ایک ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ کمیٹی ۱۹۱۳ء میں تشکیل دی گئی اور ایک سال بعد اس نے اپنی رپورٹ میں اردو زبان کے بارے میں درج ذیل سفارش کی:

"The Committee is in favour of the experience already initiated by Government of having all teaching in Urdu schools, given through the medium of Urdu, the vernacular of the district being taught to those who wish to study it. The Committee thinks that this should apply to the whole presidency, the different Urdu standards being started simultaneously"(5)

اس کمیٹی نے اردو کی ٹیکسٹ بک (نصابی کتابوں) کے ضمن میں کہا:

"The committee is advised that adequate textbooks in Urdu exist, and that all the subject can be taught through this medium at once, except the geography of the province, for which special translations may be required".(6)

اس دور میں اردو زبان کی کئی نصابی کتابیں چھاپی گئیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل سندھی، اپنے بچوں کو اردو میڈیم سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔ خصوصی طور پر بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں سندھ میں اردو میڈیم سکولوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ تمام معروف سکولوں میں اردو تعلیم کا خصوصی انتظام موجود تھا۔ اور اردو پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی خاصی ہوتی تھی۔ اس حوالے سے درج ذیل چارٹ ملاحظہ ہو:

نمبر شمار	سکول کا نام	کل تعداد طلبا	اردو پڑھنے والے طلبا

۱	سندھ مدرستہ الاسلام، کراچی	779	274
۲	کراچی اکیڈمی	282	125
۳	سی ایم ایس ہائی سکول، کراچی	294	55
۴	کچھی میمن مڈل سکول، کراچی	71	71
۵	میونسپل اینگلو اردو سکول، کیماڑی	41	32(۷)

اس دور میں پورے سندھ میں میونسپل بورڈز کے زیرِ اہتمام بھی ۶۹ اردو کے پرائمری سکول قائم کیے گئے۔ جن میں کل ۶۳۱۸ طلبا زیر تعلیم تھے ان سکولوں کے علاوہ پورے سندھ ڈویژن (بشمول کراچی) میں، جو مزید اردو ذریعہ تعلیم کے سکول کام کر رہے تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کراچی میونسپلٹی کے اردو سکول(۳۶۔۱۹۳۴ء)	تعداد
۱۔	میونسپل اردو بوائز سکول	29
۲۔	میونسپل اردو گرلز سکول	17
۳۔	امدادی اردو بوائز سکول	7
۴۔	امدادی اردو گرلز سکول	2
۵۔	ملا اردو سکول برائے طلبا	10
۶۔	ملا اردو سکول برائے طالبات	2(۸)

اگر سندھی ذریعہ کی تاریخ کا سراغ لگایا جائے تو حکومت بمبئی نے پہلی بار ۱۸۵۲ء میں حتمی طور پر فیصلہ کیا کہ سندھی زبان، عربی رسم الخط میں صوبہ کی عدالتوں، دفاتر اور مکاتیب کی زبان ہو گی۔ اس

مرحلے پر سندھی زبان کے حروف تہجی عربی کے حروف پر کچھ نقطے اور علامتیں لگا کر بنالیے، جس سے سندھی حروف تہجی کی تعداد ۵۲ ہو گئی۔(۹)

قیامِ پاکستان کے بعد قومی زبان کے مسئلے پر بہت مباحثے ہوئے اور بقول ڈاکٹر قاسم بھگیو:

"After a long debate concerning the language question, during the period of early non-elected Governments, Urdu was declared the sole national language by the order of Muhammad Ali Jinnah. In addition to the Urdu being implemented as the sole national language of Pakistan, English was made the language of official correspondence".(10)

یعنی اردو کو واحد سرکاری زبان قرار دے دیا گیا۔ قیامِ پاکستان سے قبل بنگلہ اور سندھی دو ایسی زبانیں تھیں جو قدیم تھیں اور اپنے اپنے علاقوں میںMedium of instructions کے طور پر استعمال ہوتی رہیں تھی۔ اس لیے اردو کو قوم زبان بنانے پر سب سے پہلے بنگالیوں نے احتجاج کیا۔ بنگلہ ایک ترقی یافتہ اور ادبی لحاظ سے متمول زبان تھی۔ اس لیے انہوں نے اردو کو پاکستان کی واحد سرکاری زبان ماننے سے انکار کر دیا۔ اور مشرقی پاکستان میں ہنگامے اور احتجاجی مظاہرے ہونے لگے۔ جس کے نتیجے میں بنگلہ اور اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دے دیا گیا۔ اردو بنگلہ زبان کے اختلافات کی وجوہات سیاسی سے زیادہ معاشی و اقتصادی تھی۔ بنگالیوں کا خیال تھا کہ انہوں نے اردو کو قومی زبان تسلیم کر لیا تو وہ وفاقی حکومت کی ملازمتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ اور صوبائی اور وفاقی پبلک سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے کے اردو کو مغربی پاکستان کے عوام خصوصاً پنجابی عوام کی طرح جاننا اور مقابلے کے امتحان میں کامیاب ہونا ممکن نہ تھا۔

اردو سندھی اختلافات کی بنیادی وجہ بھی اقتصادی و معاشی تھی۔ قیامِ پاکستان سے قبل سندھی سکولوں میں ذریعہ تدریس کے طور پر استعمال ہوتی رہی تھی۔ بقول طارق رحمان:

" On the eva of partition, the position of Sindh was strong. It was the medium of instruction in state schools. It was to be promoted by the universities; It was subject of study at various levels in educational institutions. Above all, and what made it popular, was the fact that at

the lower level of the administration and the judiciary as well as in journalism, It was in demand. Thus someone who had acquired it could get jobs. This position was not enjoyed by any other language of West".(11)

قیام پاکستان کے وقت اس خطے کی کوئی اور زبان (پنجابی، پشتو، بلوچی وغیرہ) سندھی زبان کے طرح طاقتور نہیں تھی۔ پاکستان بننے کے بعد سندھ میں مقیم ہندو بڑی تعداد میں پاکستان چھوڑ کر بھارت چلے گئے۔ اور مہاجرین (اردو بولنے والوں) کی کثیر تعداد سندھ میں آباد ہو گئی۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان میں ہونے والی پہلی مردم شماری کے مطابق کراچی میں مہاجرین کی تعداد اس کی کل آبادی کا ۵۷ فیصد، حیدر آباد کی کل آبادی کا ۶۶ء۰۸ فیصد اور نواب شاہ کی کل آبادی کا ۵۴ء۰۷ فیصد ہو گئی۔ (۱۲)

یعنی قیام پاکستان کچھ عرصہ بعد ہی صورتحال کچھ یوں ہو گئی کہ سندھ کے شہری علاقوں میں مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جبکہ دیہی علاقوں میں سندھی رہائش پذیر تھے۔ اس صورتحال سے سندھی خاصے پریشان ہوئے۔ اور بقول طارق رحمان:

" This in turn, implied that the Sindhi would be disadvantaged not only culturally and socially but also educationally and economically because they would have to compete with mother-tongue speakers of Urdu for jobs in the cities which would now be available at the lower level in Urdu and at the higher in English"(13)

اس صورتحال میں انہیں اپنی زبان اور کلچر غیر محفوظ لگنے لگا۔ صدر ایوب خان کے دور میں سندھی عوام کی ناراضی کا ایک لسانی سبب بھی تھا۔ اسی دور میں کراچی یونیورسٹی کے طلبہ کو سندھی زبان میں امتحان دینے سے روک دیا۔ بقول ڈاکٹر طارق رحمان:

"In 1957-58 the university of Karachi forbade students from taking examination in Sindhi, the Sindhi nationalists protested strongly"(14)

اس حکومتی فیصلے کے خلاف مظاہروں کے دوران سندھ ہاری کمیٹی کے صدر، جناب حیدر بخش جتوئی نے یہاں تک کہا کہ زبان کے حوالے نئے حکومتی احکامات، سندھی طلبا کو

ایک اشارہ ہے کہ اگر وہ سندھی زبان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو وہ کراچی چھوڑ کر چلے جائیں۔ کراچی ان کا نہیں ہے۔(۱۵)

اسی دور میں تعلیمی نظام کو بہتر کر نے کے لیے صدر پاکستان نے ایک قومی تعلیمی کمیشن قائم کیا۔اس کمیشن نے سفارشات میں کہاکہ جن ممالک میں کئی زبانوں میں تعلیم دی گئی وہاں بہتر نتائج حاصل نہیں ہو ئے اس لیے پانچویں جماعت تک مادری زبان میں تعلیم دی جا ئے اور اس کے بعد قومی زبان یعنی اردو کو اختیار کیا جائے اور ما در ی زبان کی تعلیم کو روک دیا جائے اس طرح ۱۹۶۲ء کے آئین میں چھٹی جماعت سے سندھی کی جگہ اردو کو لازمی قرار دے دیا گیا۔(۱۶)اس سے قبل سندھ کے پرائمر ی اور سیکنڈری سکولوں میں سندھی کی تعلیم عام تھی۔سندھیوں کو لگا کہ نفاذ اردو کے لیے ان کی مادری زبان کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے اور یہ بات سندھیوں کے لیے شدید غم و غصہ کا باعث بنی۔سندھی ادیبوں ، دانشوروں ،اساتذہ اور عوام نے اس امر پر شدید احتجاج کیا۔جلسے جلوس نکالے گئے،مضامین ، کتابچے لکھے گئے ۔حکومت کو تار ارسال کیے گئے۔ سیمینار منعقد کیے گئے ۔لیکن حکو مت نے ا پنے فیصلے کو تبدیل نہ کیا۔سندھیوں کو محسوس ہونے لگا کہ سندھی ، جو برصغیر کی قدیم اور ترقی یا فتہ زبان ہے ،اسے سکولوں ، کالجوں اور دفتری خط و کتا بت میں نظر انداز کیا جا رہا ہے ، اس وجہ سے سندھیوں میں اردو داں طبقے کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو ا۔(۱۷)

بقول ڈاکٹر طارق رحمان:

> "Such a radical change in the position of Sindhi could nor be accepted by the Sindhi Nationalists. Hence despite the repressive nature of the state, the Sindhi took our processions throughout the province and finally Ayub Khan decided to let Sindhi alone"(18)

"یومِ سندھی زبان" بھی انہی مظاہروں کا ایک سلسلہ تھا جو ۹/نو مبر ۱۹۶۲ء کو پورے سندھ میں منایا گیا۔اس مو قع پر بہت سے سیاسی رہنمائوں نے مشترکہ بیان جاری کیے۔ یہ رہنما سندھی بھی تھے، بلوچ بھی اور بنگالی بھی۔اس موقع پر ایک مشترک بیان جاری کیا گیا

جس میں کہا گیا کہ سندھی زبان گذشتہ ڈھائی سوسال سے پرائمری اور ثانوی سطح تک تعلیمی ذریعہ اور گذشتہ ۹ برس سے ثانوی تعلیم سے اعلی کلاسوں تک تعلیمی اور امتحانی ذریعے کی حیثیت سے چلی آرہی ہے۔ کمیشن کا یہ فیصلہ سندھی کے ساتھ بہت بڑی نا انصافی ہے ، لہذا ہم مطالبہ کر تے ہیں کہ اس فیصلے کو فی الفور واپس لیا جائے۔اس بیا ن پر مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ، جناب غلام مصطفی جتوئی،پیر غلام رسول شاہ جیلانی، جناب غلام محمد وسائی، شیخ عبدالمجید سندھی، جناب محمودالحق عثمانی،جناب محمد ہاشم گزور، میر رسول بخش تالپور،جناب محمد ایوب کھوڑو، جناب قاضی فضل اللہ، جناب مو لا بخش سومرو، آغا غلام نبی پٹھان، نواب خیر بخش مری، شیر محمد مری، جناب محمود علی، میجر افسر الدین، جناب مسیح الرحمان نے دستخط کیے۔(۱۹)

در محمد اوستو(وزیر تعلیم) کے مطابق ۱۹۵۴ میں سندھ ۷۶ سندھی میڈیم اور ۱۸۷ اردو میڈیم سکول تھے۔ جن میں سے لڑکیوں کے ۱۱ سندھی سکولوں کو اردو میں بدل دیا گیا، کیونکہ طالبات کی تعداد ناکافی تھی۔(۲۰)اس دور میں ۳۰ سندھی سکولوں کو بھی بند کیا گیا۔(۲۱)

۱۹۶۶ میں بھی سندھ میں ذریعہ تعلیم کو لے کر ایک بحث چھڑی۔طالب علموں کے ایک گروہ نے سندھی زبان کو ذریعہ تعلم بنانے کا مطالبہ کیا۔سندھی پریس نے ان طالب علموں کا ساتھ دیا.(۲۲)

یونیورسٹی آف سندھ کی سنڈیکیٹ نے ۱۹۷۰ میں فیصلہ کیا:

> "Sindhi be adobpted as the official language and language of internal correspondence."(23)

ان حالات وواقعات کے سبب اور اپنی زبان وشناخت کے تحفظ کے لیے بالآخر سندھ اسمبلی نے سندھی لینگوئج بل پیش کیا۔۷/ جولائی ۱۹۷۲ء کا دن سندھ کی تاریخ میں لسانی حوالے بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس دن سندھ اسمبلی میں سندھی زبان کی تدریس ، فروغ اور استعمال کا قانون صوبائی اسمبلی سندھ سے منظور ہوا۔اس بل کی منظوری کے بعد فسادات کا ایک تکلیف دہ سلسلہ شروع ہو گیا۔

حواشی:

۱۔ شرف الدین اصلاحی، اردو اور سندھی کے لسانی روابط،(بار اول)، پاکستان: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۰ء، ص ۷۳

۲۔ شرف الدین اصلاحی، اردو اور سندھی کے لسانی روابط، ص ۷۵

۳۔ صفیہ نور چانڈیو،کراچی میں اردو،مشمولہ وادی لیاری، مرتب حمید ناضر، کراچی،اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۹۸ء،ص ۳۵

۴۔ ایضاً، ص۳۶

5. Report of the committee appointed byGovernment Resulation No 1788, Education Deptt, dated 23rd March 1913 to report on the measures to be taken for the promotion of Education among the Mohamedan Community of the presidency proper, Karachi: printed typescript, Sindh Archieves, 1913, Para 6.

6. .Ibid Para 6

۷۔ مصطفی علی بریلوی، سید، مسلمانانِ سندھ کی تعلیم، کراچی: آل پاکستان ایجو کیشنل کانفرنس، ص ۹۰

۸۔ شہزاد منظر، سندھ کے نسلی مسائل، ص ۲۷۴

۹۔ مصطفی علی بریلوی،سید،سندھ کے تعلیمی و لسانی مسائل ماضی ، حال اور مستقبل(ایک جائزہ)، اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء،ص ۱۴

10. Qasim Bughu, LINCON studies of sociolinguistics, P-4

11. Tariq Rahman, Dr, Language, politics and power in Pakistan: In the case of Sindh and Sindhi, Ethnic studies report, Vol XVII, No 1, January 1999, P-26.

12. Census of Pakistan 1951,Pakistan, Reports and tables, Vol 1. Table 2, Section 2 & 3 and District census report by E.H Slade, Karachi: Manager of Publication, 1951.

13. Tariq Rahman, Dr, Language, politics and power in Pakistan: In the case of Sindh and Sindhi, P-27

14. Tariq Rahman, Language, Politics and Power in Pakistan : in case of Sindh and Sindhi, Ethnic studies report, vol XVII, No 1, January 1999, P 28

15. Jatoi, Hyder Baksh, Shall Sindhi Language stay in Karachi or Not?, Hyderabad: Sind Hari Committee, 1957, P 13

16. Tahir Ameen, Ethno National movement in Pakistan, P 85

۱۷۔ قریشی ، اعجاز علی،سندھی معاشرے میں بے اطمینانی کی تفہیم، مشمولہ سہ ماہی ارتقا (کتابی سلسلہ ۲)، کراچی:۱۹۹۱ء، ص ۹۵۔۹۴

18. Tariq Rahman, Language and Politics in Pakistan, Karachi: Oxford University press, 1996,P 116

۱۹۔ محمود مرزا، آج کا سندھ، ص ۱۵

۲۰۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ، ۷ جولائی ۱۹۷۲، ص ۵۳

۲۱۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ، ۲۹ مئی ۱۹۷۴، ص ۵۳

۲۲۔ آڈیٹوریل عبرت ۱۲ مئی ۱۹۶۶، مہران ۱۶ مئی ۱۹۶۶، نوائے سندھ ۸ مئی ۱۹۶۶

23. Resoluation no 7 of 21 August 1970 SU